فکر و نظر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسجد تو بنا دی شب بھر میں ایماں کی حرارت والوں نے

پاسبان حرم سعودی عرب کے عظیم حکمران شاہ خالد بن عبدالعزیز نے اسلام آباد میں "شاہ فیصل مسجد" کا سنگِ بنیاد رکھا جو دنیا بھر میں اپنی نوعیت کی سب سے بڑی مسجد ہوگی اور اس کی تعمیر پر ۲۵ کروڑ روپے لاگت آئے گی۔ یہ مسجد تین سال میں مکمل ہوگی، اس میں بیک وقت ایک لاکھ افراد نماز ادا کر سکیں گے۔ یہ مسجد اور اس کے مینار ۲۲ میل تک کے فاصلے سے دیکھے جا سکیں گے۔

مسجد کا مرکزی ہال ۱۵۰ فٹ لمبا اور ساڑھے باسٹھ ہزار مربع فٹ رقبے پر محیط ہوگا اور اس کی چھت کے نیچے کوئی ستون نہیں ہوگا۔ مسجد کے چار مینار ترکی طرز کے ہوں گے اور ہر مینار تین سو فٹ سے زائد اونچا ہوگا۔ مسجد کے ہال میں ۱۰ ہزار افراد کی اور خواتین کی گیلری میں دو ہزار عورتوں کے نماز پڑھنے کی گنجائش ہوگی۔ نیز اس میں دو ہزار افراد کے لیے ڈیوڑھی ہوگی اور ایک لاکھ افراد کے لیے مرکزی احاطہ شامل ہیں۔

اس کے علاوہ چار ہزار کاروں کے لیے ایک کار پارک اور دو ہزار سائیکلوں کے لیے ایک سائیکل سٹینڈ بھی ہوگا۔

مسجد کے ساتھ ایک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، عجائب خانہ، لائبریری، آڈیٹوریم اور مسجد کے سٹاف کے لیے مکانات اور گراؤنڈ وغیرہ ہوں گے۔ (ملخص)

مسجد بنانا سنتِ رسول، عظیم ثواب اور توشۂ آخرت ہے۔

من بنی مسجدا للہ یبتغی بہ وجہ اللہ بنی اللہ لہ بیتا فی الجنۃ (بخاری وغیرہ)

گھر اتنا نہیں، جتنا مسجد کا رقبہ ہے بلکہ اس سے بھی کہیں وسیع تر اور شایانِ شان:

بنی اللہ لہ بیتا اوسع منہ (رواہ احمد باسناد لین) وفی روایۃ بنی اللہ لہ فی الجنۃ افضل منہ (رواہ احمد)

یہاں وسیع رقبہ، عظیم عمارت اور عظیم محیر العقول میناروں کی اتنی ضرورت نہیں جتنی اخلاص اور رب کی رضا جوئی کے جذبہ کی ہے، اگر جذبہ حصولِ رضائے الٰہی اور اقامتِ دین کا ہے تو ایک بے مایہ

چھوٹے سے پرندے کے گھونسلے کے برابر بھی اس نے کوئی جگہ خدا کی ملاقات اور اس کے ذکر اور مناجات کے لیے بنا کر وقف کر ڈالی ہے، تو حق تعالیٰ اس کے بدلے میں بھی اس کو جنت میں گھر عطا کرے گا۔

من بنی للہ مسجدا قدر مفحص قطاۃ بنی اللہ لہ بیتا فی الجنۃ (رواہ البزار وابن حبان۔ الترغیب والترھیب)

اگر ایک طرف دس ہزار فٹ لمبی چوڑی مسجد تعمیر کی اور ساتھ ہی دوسری جگہ ایک دس فٹ کے رقبہ پر فلم اور سینما گھر بھی تعمیر کر ڈالا ہے تو اس وقت یہی کہا جا سکے گا کہ اللہ ہی نیتوں سے واقف ہے، وہی جزا دینے والا ہے۔

ریا اور نمود کی تمنا سے مسجد کے بانی کی آخرت غارت ہو جاتی ہے۔

من بنی مسجدا لا یرید بہ ریاء ولا سمعۃ (طبرانی)

بلکہ مفسرین نے تصریح کی ہے کہ: ایسی مسجد، مسجد ضرار کے حکم میں ہوتی ہے۔

کل مسجد بنی مباھاۃ اوریاء او سمعۃ او لغرض سوی ابتغاء وجہ اللہ اوبمال غیر طیب فھو لاحق بمسجد ضرار (مدارک)

مال حلال سے ہو، حرام کی کمائی کا دخل نہ ہو۔

من بنی بیتا یعبد اللہ فیہ من مال حلال (الترغیب والترھیب طبرانی)

بنانا تو بڑی بات ہے، جس نے اس گھر میں جھاڑو دی، رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو اس کی نماز جنازہ تک کا خصوصیت سے اہتمام فرمایا تھا۔

قال: علا اذنتمونی فاتی قبرھا فصلی علیھا (رواہ البخاری)

مسجد بنانا اور جھاڑو کی توفیق نہیں لیکن اس گھر سے ایک گونہ تعلق خاطر پیدا ہو گیا ہے تو اس کا بھی بیڑا پار ہو جاتا ہے۔ جب ساری دنیا تپش سے جل رہی ہو گی اس وقت اللہ میاں اسے اپنے ہی سایۂ رحمت میں لے لیں گے۔

سبعۃ یظلھم اللہ فی ظلہ یوم لا ظل الا ظلہ ..... ورجل قلبہ معلق بالمسجد (بخاری)

مسجد کی تعمیر سے غرض، عبادت گزاروں کے لیے الگ تھلگ تنہائیاں مہیا کرنا اور ذکر اللہ کے لیے سازگار فضا کا اہتمام کرنا ہے۔ اگر اس کے بجائے، وہ سیاحوں، عجائب پرستوں اور فنکاروں کی دلچسپی کی چیز بن کر رہ جائے یا خود نمازی کے لیے فتنہ بن جائے، اس کی یکسوئی کو غارت کر ڈالے، رب کی طرف توجہ دینے کے بجائے خود ہی جاذبِ توجہ بن کر رہ جائے تو روحانی نقطۂ نظر سے یہ دینی

خدمت کچھ مطلوب دولت نہیں رہتی۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنی مسجد، کچی اینٹوں اور کھجور کی شاخوں اور تنوں سے بنائی گئی تھی

ان المسجد کان علی عھد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مبنیا باللبن وسقفہ بالجرید وعمدہ (بخاری وابوداؤد)

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اپنے مبارک عہد میں اس میں کوئی تصرف نہیں کیا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رنگ وہی رکھا مگر توسیع کر دی، دراصل کھجوروں کا سامان کمزور پڑ گیا تھا۔

فلم یزد فیہ ابوبکر شیئا وزاد فیہ عمر وبناہ علی بنائہ فی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باللبن والجرید واعاد عمدہ (بخاری وابوداؤد)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد کو ایسے نقش و نگار اور رنگوں سے مزین کرنے سے منع کر دیا تھا جو نمازی کی توجہ کے لیے فتنہ بن سکیں۔

وامر عمر ببناء المسجد وقال اکن الناس من المطر وایاک ان تحمر او تصفر فتفتن الناس (بخاری)

لیکن حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس میں خاصہ ردو بدل کیا اور اسے آراستہ پیراستہ کر کے جاذب نظر بنایا۔

ثم غیرہ عثمان فزاد فیہ زیادۃ کثیرۃ وبنی جدارہ بالحجارۃ المنقوشۃ والقصۃ وجعل عمدہ من حجارۃ منقوشۃ وسقفہ بالساج (بخاری وابوداؤد)

لیکن اس زمانہ میں صحابہ نے حضرت عثمان کے اس کام کو پسند نہیں کیا تھا۔

ومع ذلک فقد انکر بعض الصحابۃ (فتح الباری)

حضرت محمود بن لبید انصاری صحابی فرماتے ہیں کہ جب حضرت عثمانؓ نے اس کا ارادہ کیا تو لوگوں نے اسے برا منایا اور کہا کہ اس میں حضور کی سادگی اور شکل رہنے دیتے۔

قال لما اراد عثمان بناء المسجد کرہ الناس ذلک واحبوا ان یدعوہ علی ھیئتہ (مسلم)

صحابہ اور تابعین کا یہ انکار اس قدر بڑھا کہ حضرت عثمان زچ ہو گئے اور اس کے لیے ان کو بیان دینا پڑا۔

قال الخولانی انہ سمع عثمان یقول عند قول الناس فیہ حین بنی مسجد الرسول

صلی اللہ علیہ وسلم انکم اکثرتم الحدیث (بخاری)

اس سے مراد مسجد کی توسیع نہیں بلکہ رنگ و روغن ہے۔

قال البغوی:-

لعل الذی کرہ الصحابۃ من عثمان بناءہ بالحجارۃ المنقوشۃ لا مجرد توسیعہ (شرح السنۃ - فتح الباری)

بہرحال یہ ایک صحابی کا فعل ہے، جس پر صحابہ اور تابعین نے انکار کیا اور نہایت شد و مد کے ساتھ انکار کیا تھا۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ ایسا کرنے سے حتی الامکان پرہیز کیا جائے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ:

مساجد کو مزین کرنے کا مجھے حکم نہیں ہوا۔

ما امرت بتشیید المساجد (ابوداؤد عن ابن عباس)

حضرت ابن عباس نے اس کی تشریح کی ہے کہ: تم یہود و نصاریٰ کی طرح مسجدوں کو آراستہ پیراستہ کرو گے۔

لَتُزَخْرِفُنَّهَا كَمَا زَخْرَفَتِ اليهود والنصاری (ابوداؤد)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سلسلے کی حکیمانہ نفسیات بھی بیان کی ہیں، یعنی بے عمل یا بدعمل قوم کا یہی وطیرہ ہوتا ہے۔

ما ساء عمل قوم لوط الا زخرفوا مساجدهم (ابن ماجہ)

یعنی قوم لوط جب بدعمل ہوگئی تو اس نے مسجدوں کو آراستہ پیراستہ کرنا شروع کر دیا تھا۔ مقصد یہ ہے کہ: بے عمل اور بدعمل لوگ، اعمال کو حسین بنانے کے بجائے خارجی امور کی زیب و زینت میں لگ جاتے ہیں تاکہ ان کو ضمیر کی خلش سے نجات مل جائے اس لیے اس کو حضور نے علاماتِ قیامت میں سے ایک علامت قرار دیا ہے۔

لا تقوم الساعۃ حتّٰی یتباھی الناس فی المساجد (ابوداؤد، ابن ماجہ)

حضرت انسؓ فرمایا کرتے تھے کہ: فخر و مباہات پر تو زور رہے گا مگر اس کی معنویت ختم ہو جائے گی الا ماشاء اللہ۔

یتباھون بھا ثم لا یعمرونھا الا قلیلا (بخاری تعلیقا)

اسلامی مملکت کے دار الحکومت کی شاہی مسجد کا خطیب اور امام ہمیشہ اسلامی مملکت کا سربراہ

رہا ہے۔ مدینہ منورہ میں سرکاری اور شاہی مسجد "مسجدِ نبوی" تھی، سب سے پہلی اس اسلامی مملکت کے پہلے خطیب و امام محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اپنی ذاتِ گرامی تھی جو بیک وقت سربراہِ مملکت بھی تھے اور اللہ کے رسول بھی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

آپ کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے تو اس شاہی مسجد کی امامت اور خطابت کا فریضہ بھی وہی انجام دیتے رہے، آپ کے بعد یکے بعد دیگرے حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یہ ڈیوٹی دی، کوفہ میں شاہی مسجد کی امامت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کی ــ تقریباً تقریباً بنو امیہ کے عہد میں بھی یہی کیفیت رہی۔

جو علاقے دور پڑتے تھے، وہاں کے صوبائی دارالحکومت اور چھاؤنیوں کی جامع مساجد کی امامت اسلامی فوج کے سربراہوں اور صوبائی گورنروں کے سپرد رہتی تھی: امام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں کہ شروع سے یہی سنت اور دستور چلا آرہا ہے۔

وکانت السنۃ ان الذی یصلی بالمسلمین الجمعۃ والجماعۃ ویخطب بھم ھم امراء الحرب الذین ھم نواب ذی السلطان علی الجند ولھذا لما قدم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابابکر فی الصلوٰۃ قدمہ المسلمون فی امارۃ الحرب وغیرھا وکان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا بعث امیرا علی حرب کان ھو الذی یؤمرہ للصلوٰۃ باصحابہ وکذلک اذا استعمل رجلا نائبا علی مدینۃ کما استعمل عتاب بن اسید علی مکۃ وعثمان ابن ابی العاص علی الطائف وعلیا ومعاذا وابا موسیٰ علی الیمن وعمرو بن حزم علی نجران. کان نائبہ ھو الذی یصلی بھم ویقیم فیھم الحدود وغیرھا کما یفعلہ امیر الحرب وکذلک کان خلفاؤہ بعدہ ومن بعدھم من الملوک الاموییین وبعض العباسیین

(السیاسۃ الشرعیۃ ص۱۱)

اس لیے ہمارے نزدیک اسلامی جمہوریہ کے سربراہ اپنی قوم میں افضل ترین اور اہل ترین شخصیت کے مالک ہوتے ہیں۔ معروف میں ان کے احکام کی خلاف ورزی شرعاً حرام ہوتی ہے اور اس کو تاحینِ حیات اپنے منصب سے معزول کرنا جائز نہیں ہوتا الا یہ کہ وہ ملک و ملت کی خدمت کے بجائے ان کو اپنی نجی خواہشات کے لیے بطور داشتہ کے استعمال کرے۔

چونکہ پاکستان بھی اسلامی جمہوریہ ہے، اور پوری سرکاری دلچسپی اور نگرانی میں شاہ فیصل مسجد تعمیر کی جا رہی ہے اور اسلام آباد میں اسے ہی شاہی مسجد کی حیثیت حاصل ہے، اس لیے ہم سمجھتے ہیں کہ:

پاکستان کے وزیر اعظم مسٹر ذوالفقار علی بھٹو اور صدر مملکت چودھری فضل الٰہی اپنے آپ کو اس فریضۂ امامت سے عہدہ برآ ہونے کے لیے ضرور تیار کریں بلکہ صوبائی گورنروں سیکٹریوں، ڈپٹی کمشنروں، تحصیلداروں، علاقہ کے تھانیداروں اور گاؤں کے نمبرداروں کو بھی ان ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کا درس دیں۔ تاکہ وہ اپنے علم و عمل میں مناسب تبدیلی کر کے محراب و منبر سے مناسبت حاصل کر لیں۔

خطابت اور امامت نماز دراصل ایک ملی قیادت ہے، گزراوقات کا پیشہ نہیں ہے۔ امام اور خطیب اس کو ہونا چاہیے جو احتساب کے اختیارات بھی رکھتا ہو، اپنے حلقہ میں محترم اور معزز تصور کیا جاتا ہو، ایسا نہیں کہ: اس کو حقیر اور کمین تصور کیا جاتا ہو۔

امامت کے لیے ضروری شرائط صرف یہ ہیں کہ امام (۱) قرآن دان اور بہتر قرآن خواں ہو۔ (۲) باعمل ہو (۳) نیک شہرت کا مالک ہو۔

مملکت پاکستان کے ذمہ دار حکمران اور حکام اگر چاہیں تو یہ کچھ ایسی باتیں نہیں ہیں کہ وہ ان سے عہدہ برآ نہ ہو سکیں۔ اسلامی نقطۂ نظر سے جو حضرات اس پہلو میں کمزور ہیں وہ ملی قیادت کے عظیم منصب کے اہل بھی نہیں ہو سکتے۔

اتنی بڑی اور عظیم مسجد کو آباد رکھنے کا مسئلہ بھی اہم مسئلہ ہے۔ خدام مساجد ہی اس میں آباد نظر آئیں یا چند ٹوٹے پھوٹے اور اپاہج لوگوں کا ہجوم اس میں کروٹیں لیتا ہوا دکھائی دے تو یہ بات مسجد کے شایانِ شان نہیں ہے۔

صدر مملکت اور وزیر اعظم کو اس عظیم شاہی مسجد کی امامت اور خطابت کے لیے جتنا وقت درکار ہے، اتنے جمہوری دور میں ان کے لیے اس مسجد میں پانچ وقت کی نماز، جمعہ اور عیدین کی نمازوں میں شرکت کرنا ضروری ہو۔

اس میں ایک آزاد عربی مدرسہ قائم کیا جائے جس میں علمائے سُوء کے بجائے علمائے حق تدریس کی ڈیوٹی پر فائز ہوں، صرف غرباء نہیں با اثر افراد کی اولاد بھی شریک درس ہوا کرے۔

عربی علوم کے مختلف شعبے قائم ہوں، تفسیر، حدیث، فقہ، ادب، اصول، معانی و بیان تجوید، جدید فلسفہ، طب، ریاضی، ہیئت کے لیے مستند افاضل کی خدمات حاصل کی جائیں۔

اس کا امام و خطیب آزاد ہو۔ اسی طرح اس درس گاہ کا صدر مدرس اپنے ضمیر اور علم کی حد تک آزاد ہو۔ پارلیمنٹ کی برسرِ اقتدار پارٹی ۲/۳ اور حزب اختلاف کی بھی ۱/۳ تعداد ان کے

خلاف عدمِ اعتماد کی قرارداد پر جب تک دستخط نہ کرے، ان کو نکالنا جائز نہ ہو۔

اس درس گاہ کے فارغ التحصیل طلبہ کے لیے ملکی منصب اور عہدے کے دروازے یکساں کھلے ہوں۔ کچہریوں، عدالتوں اور دوسرے انتظامی تعلیمی اور نشر و اشاعت کے شعبوں میں ان کے ساتھ ترجیحی سلوک کیا جائے۔

اس کے اساتذہ اور صدر مدرس (پرنسپل) کی تنخواہیں، کسی کالج کے پرنسپل اور پروفیسر سے کم نہیں ہونی چاہئیں! ان کے لیے صرف عربی علوم میں مہارت کا ہونا کافی تصور کیا جائے۔ ان کی اہلیت کے لیے کسی دوسری زبان یا علوم کی ڈگری ضروری نہیں ہونی چاہیے۔ اساتذہ کے لیے "اہل السنۃ والجماعۃ" ہونا بھی ضروری ہو۔

اس کا وہی مرتبہ ہونا چاہیے جو کبھی قاہرہ یونیورسٹی کا تھا۔

ادارہ تحقیقاتِ اسلامیہ اور ثقافتیوں کو ان کے تحت کر دیا جائے بلکہ اس میں مدغم کر دیا جائے اور قومی اور صوبائی اسمبلیوں کو بھی اسلامی احکام کے سلسلے کی رہنمائی حاصل کرنے کے لیے کسی دوسرے ادارے کے بجائے صرف اسی درسگاہ کے دار الافتاء کی طرف رجوع کرنا چاہیے! (عزیز زبیدی)

المعارف کی مطبوعہ

تصوّف کی اہم کتابیں

کشف المحجوب شیخ علی بن عثمان ہجویریؒ
اردو ترجمہ نسخہ سمرقند از ابو الحسنات۔ ۲۰/- روپے
انگریزی ترجمہ از نکلسن ۶۰/- روپے
تعرّف امام ابوبکر کلاباذیؒ ۱۵/- روپے
فتوح الغیب شیخ عبد القادر جیلانیؒ ۱۵/- روپے
آداب المریدین شیخ ضیاء الدین سہروردیؒ ۱۰/- روپے
انفاس العارفین شاہ ولی اللہ دہلویؒ ۲۰/- روپے
الطاف القدس " " ۷/۱/۲ روپے
خزینۃ الاصفیاء مفتی غلام سرور لاہوریؒ ۱۵/- روپے حصہ اول (دوم، سوم، چہارم زیرِ طبع)

شمائلِ رسولؐ شیخ یوسف بن اسمٰعیل نبہانیؒ ۷/۱/۲ روپے
حدیقۃ الاولیاء مفتی غلام سرور لاہوریؒ ۲/۲ روپے
گلزارِ ابرار محمد غوثی مانڈویؒ ۲۶/- روپے
مکتوبات خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ ۱۸/- روپے
تصوّفِ اسلام عبد الماجد دریابادی ۱۰/- روپے
قوسِ زندگی ابنِ حلاج لوئی ماسینیون ۷/۱/۲ روپے
تذکرہ علی ہجویریؒ نسیم چوہدری ۱۵/- روپے
دعوتِ ارواح محمد ارشد قادری ۱۵/- روپے

• معیاری تراجم • آفسٹ طباعت
• عمدہ کاغذ • نفیس جلد

المعارف گنج بخش روڈ لاہور